***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of Youth in the Stability of Religion

دین کے استحکام میں نوجوان کا کردار

Zaib un Nisa Ayaz Bint Muhammad Ayaz
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract
This research study examines the role of youth in the stability and strengthening of religion. Youth constitute the backbone of any society and play a vital role in the promotion and preservation of religious, moral, and social values. The primary objective of this study is to highlight, in the light of Islamic teachings, how young people can contribute effectively to the stability of religion through their character, actions, and intellectual commitment. The study is based on an analytical review of the Qur'an, Sunnah, the Seerah of the Prophet Muhammad ,(ﷺ) and other authentic Islamic sources, while also addressing the contemporary intellectual and moral challenges faced by youth. The findings of the research indicate that when youth are provided with proper religious education, awareness, and moral training, they are capable of ensuring not only their personal reform but also the reinforcement of religious values within society. This study emphasizes the significance of youth in the preservation and continuity of religious principles the modern era

Keywords: *Youth Engagement, Religious Stability, Moral Development, Faith Preservation, Social Responsibility*

موجودہ دور تیز رفتار تبدیلیوں سائنسی ترقی اور فکری انتشار کا دور ہے ذرائع ابلاغ سوشل میڈیا اور عالمی ثقافتی یلغار نے انسانی زندگی کے افکار واقدار پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں ان حالات میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والا طبقہ نوجوان نسل ہے جو کسی بھی قوم اور معاشرے کا قیمتی سرمایہ اور روشن مستقبل سمجھی جاتی ہے۔ اگر نوجوان درست سمت میں رہنمائی حاصل کریں تو وہ قوم کو عروج کی راہوں پر گامزن کر سکتے ہیں اور اگر وہ کوئی فکری و اخلاقی انتشار کا شکار ہو جائیں تو معاشرہ زوال کی طرف بڑھنے لگتا ہے

اسلام ایک ایسا دین ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کو مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی اسلامی معاشرے کو استحکام نصیب ہوا اس کے پس منظر میں نوجوانوں کا فعال کردار نمایاں نظر آتا ہے میں جہاں ایک طرف نوجوان جدید فکری رجحانات اخلاقی چیلنجز اور تہذیبی تصادم کا سامنا کر رہے ہیں وہیں دوسری طرف ان سے یہ توقع بھی کی جاتی ہے کہ وہ دین کے سچے نمائندے بن کر سامنے آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ دین کے استحکام میں نوجوانوں کے کردار کا سنجیدہ جائزہ لیا جائے تاکہ نوجوانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جا سکے اور معاشرے میں دینی و اخلاقی اقدار کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جا سکے۔

دین کی تعریف

"   لفظ دین عربی زبان سے ماخوذ ہیں جس کے معنی اطاعت اور جزا کے ہیں"1

" قرآن کی اصطلاح میں دین کا معنی یہ ہے کہ:

”اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کے واسطے سے اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کی جو باتیں مقرر فرمائی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے وہ اللہ تعالی کا قرب اور اس کی رحمت حاصل کریں"، ان سب باتوں کے مجموعے کو دین کہتے ہیں“2

دین کا یہ جامع تصور اس بات کی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ اس کی حفاظت اور استحکام صرف فرائض کی ادائیگی تک محدود نہیں بلکہ انسانی کردار، اخلاق اور معاشرتی نظام اس کے عملی نفاذ سے جڑا ہوا ہے

دین کے استحکام کی اہمیت:

دین کے استحکام کے لیے محض قوانین و احکام کی موجودگی کافی نہیں بلکہ ایسے عناصر بھی ضروری ہے جو اسے عملی زندگی میں نافذ کریں اور معاشرت میں اس کے اثر کو مضبوط بنائیں۔ دین کے استحکام میں علم، اخلاق، قیادت اور تبلیغ جیسے عناصر کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخی اور معاصر دور میں جو معاشرے دین کے اصولوں پر عمل کر کے مضبوط رہیں ان میں نوجوان نسل کی توانائی اور قیادت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ کیونکہ بچے احکام شریعت کے مکلف نہیں بزرگ بالعموم جرات واقدام کے بجائے مصلحت کوشی کو اپناتے ہیں ایسے میں صرف ایک ہی طبقہ نوجوان ہی رہ جاتا ہے جو انسانیت کا نجات دہندہ، دکھیاروں کی امید اور مظلوموں کا سہارا بنتا ہے۔

نوجوان کی تعریف:

" عربی زبان میں نوجوان کے لیے لفظ الشباب استعمال ہوتا ہے جس کے معنی توانائی، حوصلہ، تیز فہم اور اولوالعزمی کے ہیں اس کے ساتھ ہی اس میں گرم جوشی، نور و بصیرت اور سمجھ بوجھ کے پہلو بھی پوشیدہ ہیں۔"3

نوجوان اپنی فطری توانائی، علم اور اخلاقی قابلیت کی بدولت دین کے اصولوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں نوجوان دین کے استحکام میں فعال کردار ادا کرتے ہیں وہ نہ صرف اپنی عبادات اور اطاعت کے ذریعے خود اصلاح کرتے ہیں بلکہ اپنے علم، اخلاق اور قیادت کے ذریعے معاشرے میں مثبت اثر ڈال کر دوسروں کو دین کی طرف راغب کرتے ہیں۔ نوجوان اپنی توانائی کے ذریعے اپنے علم اور حوصلہ کے ذریعے دین کی تعلیم اور تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں اور ہر دور میں دین کی مضبوط بنیاد قائم رکھنے میں ستون کی مانند ثابت ہوتے ہیں

اسلام نے ہر زمانے میں نوجوانوں پر خصوصی توجہ دی ہے انبیاء کرام کی دعوت سے متاثر ہونے والے لوگوں میں نوجوان طبقہ نمایاں رہا ہے اور اللہ تعالی نے بھی دور نوجوانی کی عبادت اور جدوجہد کو زندگی کے دیگر ادوار کے بالمقابل غیر معمولی فوقیت دی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دور جوانی وہ دور ہیں جہاں نہ صرف عزائم پختہ ہوتے ہیں ارادے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ قوتیں بھی بھرپور ہوتی ہیں قران کریم میں اللہ تعالی دور جوانی اور اس میں موجود مثبت حوصلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"موسی علیہ السلام کو اس کے قوم میں سے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا، فرعون کے ڈر سے اور خود اپنی قوم کے سرداروں کے ڈر سے جنہیں خوف تھا کہ فرعون ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔"4

"مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ " متن میں لفظ ذریۃ استعمال ہوا ہے جس کے معنی اولاد کے ہیں۔ ہم نے اس کا ترجمہ نوجوان کیا ہے مگر دراصل اس خاص لفظ کے استعمال سے جو بات قرآن مجید بیان کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ اس پر خطر زمانے میں حق کا ساتھ دینے اور علمبردار حق کو اپنا رہنما تسلیم کرنے کی جرات چند لڑکوں اور لڑکیوں نے تو کی مگر ماؤں اور باپوں اور قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی ان پر مصلحت پرستی اور دنیاوی اغراض کی بندگی اور عافیت کوشی کچھ اس طرح چھائی رہی کہ وہ ایسے حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے جس کا راستہ ان کو خطرات سے پر نظر آرہا تھا، بلکہ وہ الٹے نوجوانوں ہی کو روکتے رہیں کہ موسی کے قریب نہ جاؤ، ورنہ تم خود بھی فرعون کے غضب میں مبتلا ہوگے اور ہم پر بھی آفت لاؤگے۔ یہ بات خاص طور پر قرآن نے نمایاں کر کے اس لیے پیش کی ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی میں سے بھی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے جو لوگ آگے بڑھے تھے وہ قوم کے بڑے بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ نہ تھے بلکہ چند باہمت نوجوان ہی تھے وہ ابتدائی مسلمان جوان آیات کے نزول کے وقت ساری قوم کی شدید مخالفت کے مقابلے میں صداقت اسلامی کی حمایت کر رہے تھے اور ظلم و ستم کے اس طوفان میں جن کے سینے اسلام کے لیے سپر بنے ہوئے تھے، ان میں مصلحت کوش بوڑھا کوئی نہ تھا سب کے سب جوان لوگ ہی تھے علی رضی اللہ تعالی عنہ ابن ابی طالب، جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ، زبیر رضی اللہ تعالی عنہ، طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ جیسے لوگ قبول اسلام کے وقت 20 سال سے کم عمر کے تھے۔

عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالی عنہ بن عوف، بلال رضی اللہ تعالی عنہ، صہیب رضی اللہ تعالی عنہ کی عمریں 20 اور 30 سال کے درمیان تھیں ابو عبیدہ بن الجراح، زید بن حارثہ، عثمان بن عفان اور عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین 30 اور 35 سال کے درمیان عمر کے تھے ان سے زیادہ سن رسیدہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تھے اور ان کی عمر بھی ایمان لانے کے وقت 38 سال سے زیادہ نہ تھی ابتدائی مسلمانوں میں صرف ایک صحابی کا نام ہمیں ملتا ہے جن کی عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھی یعنی حضرت عبیدہ مطلبی۔ اور غالباً پورے گروہ میں ایک ہی صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر تھے یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ "5

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں تم کو نوجوانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہوں کیونکہ نوجوان نسل رحم دل ہوتی ہے نوجوانوں نے میرا ساتھ دیا اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی "6

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

" پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں "7

نبی کریم صلی اللہ و سلم کی جوانی؛ ایک مثالی کردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انسانیت کے لیے کامل نمونہ ہے مگر آپ کی جوانی خصوصاً اخلاق، کردار اور فطری پاکیزگی آپ کی زندگی کا وہ روشن باب ہیں جس سے ہر نوجوان کے لیے راہ عمل متعین ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کا ہر پہلو گھر کے معاملات ہو، تجارت ہو، معاشرتی ذمہ داریاں ہو یا حق اور انصاف کا قیام ایک مثالی کردار کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے آپ کی جوانی ہی وہ مرحلہ تھا جب پورا مکہ آپ کی سچائی، امانت اور کردار کی عظمت کا معترف تھا یہاں تک کہ آپ کو صادق اور امین کے معزز القابات سے یاد کیا جاتا تھا یہی وہ دور ہیں جو نوجوانوں کے لیے کردار سازی اور دین کے استحکام میں عملی نمونہ فراہم کرتا ہے اسی لیے آج کے نوجوان کو دین کے استحکام میں اپنا کردار ادا کرنے سے پہلے سیرت نبوی کے اسی درخشاں دور سے رہنمائی لینا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ و سلم کی دیانت اور امانت داری

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوانی ہی سے دیانت دار اور امانت کے امین تھے اور کفار و مشرکین اس کا اظہار و اعتراف کیا کرتے تھے "8

لوگ اپنے قیمتی سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور امانت رکھواتے تھے تجارت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور ایمانداری نے نہ صرف آپ کی شخصیت کو ممتاز بنایا بلکہ نسل انسانی کو یہ اصول دیا کہ دین کے استحکام کی بنیاد ہمیشہ سچائی اور درست کردار سے پڑتی ہے۔

" اعلان نبوت سے پہلے مکہ کے معزز، مالدار اور نہایت عقلمند خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنا سامان تجارت ملک شام بھیجنا چاہتی تھی اور ایک امانت دار آدمی کی تلاش میں تھی۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا رسول اکرم کی امانت داری سے بخوبی آگاہ تھی چنانچہ آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا: میری جانب سے آپ کو سامان تجارت کے ساتھ شام بھیجنے کی پیشکش کی سبب وہ بات ہے جو مجھے آپ کی سچی گفتگو امانت داری اور اعلی اخلاق کے بارے میں پہنچی ہے اگر یہ پیشکش قبول فرما دی تو میں آپ کو دیگر لوگوں کے مقابلے میں دگنا معاوضہ دوں گی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا اور پہلے سے کئی گنا زیادہ نفع ہوا "9

" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے دیگر اوصاف نبوی کے ساتھ امانت داری کی خوبی ملاحظہ فرمائی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا اور سفر شام سے واپسی کے دو مہینے 25 دن بعد نبی آخر الزمان نے حضرت خدیجہ سے نکاح فرمایا۔ "10

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انداز کے ساتھ الفاظ کے ذریعے بھی ہمیں امانت و دیانت کی تربیت دی ہے اس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس میں امانت نہیں اس کا دین کامل نہیں "11

" منافق کی تین علامتیں ہیں:

جب بات کریں تو جھوٹ بولیں

جب وعدہ کریں تو پورا نہ کریں

جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کریں اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو "12

"سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوتا ہے"13

نبی کریم صلی اللہ و سلم کا اعلیٰ اخلاق

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی نرم دلی، بردباری اور اعلیٰ ظرفی کا آئینہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلی اخلاق کی ایک مکمل اور بے مثال تصویر ہیں قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو خلق عظیم قرار دیا گیا ہے"14

آج کا نوجوان اگر دین کے استحکام میں کردار ادا کرنا چاہتے ہیں تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معیار کو اپنا رہنما بنانا چاہیے

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ باتیں کر رہے تھے پھر وہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لے چلے میں بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوا راستے میں ایک بدو ملا اس نے آپ کی چادر آپ کے سر سے زور سے کھینچی یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک سرخ ہو گئی اور قریب تھا کہ آپ کا سر مبارک دیوار سے جا لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرے دونوں اونٹ غلہ سے بھر دے، اس واسطے کہ تیرے پاس جو مال ہے وہ مال خدا کا ہے، کچھ تیرا اور تیرے باپ کا نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن یہ تو نے جو میری چادر زور سے کھینچی اور مجھ کو رنج پہنچایا، یہ تو میرا حق ہے اس کا عوض تو میں تجھ سے لوں گا اس نے کہا کہ میں ہرگز اس کا عوض نہ دوں گا آپ یہ کلمہ فرماتے تھے اور نہایت خوشی سے مسکراتے جاتے تھے اور وہ بھی جواب دیتا جاتا جب اسی گفتگو میں تھوڑی دیر گزری تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ: اس کے ایک اونٹ پر کھجور اور دوسرے اونٹ پر جو بھر کر اسکے حوالے کر دو۔"15

" 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 10 ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے قریش خوف میں مبتلا تھے کے برسوں کے ظلم وستم کا کیا بدلہ ملے گا لیکن مکہ شریف پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رحمت بھرا فرمان جاری کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کرے گا اس کے لیے امان ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے مزید فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے بھی امان ہے"16 "پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ مقدسہ کو بتوں سے پاک فرما کر کعبہ شریف کے اندر نفل ادا فرمائے اور باہر تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد کفار قریش سے ارشاد فرمایا: بولو! تم کو کچھ معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ کفار مکہ آپ کی رحمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بولے: اخٌ کریم وابن اخٌ کریم (آپ کرم والے بھائی اور کرم والے بھائی کے بیٹے ہیں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جوش میں آئی اور یوں فرمایا: لاتثریب علیکم الیوم فاذھبوا انتم الطلقاء (آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو) بالکل غیر متوقع طور پر یہ اعلان سن کر کفار جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔"17

"اس عام معافی کا کفار کے دلوں پر بہت اچھا اثر پڑا اور وہ آکر آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنے لگے فتح مکہ کے روز دو ہزار افراد ایمان لائے تھے"18

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ اعلی اخلاق نے دین اسلام کے استحکام میں بنیادی اور فیصلہ کن کردار ادا کیا آپ کی سچائی، رحم دلی، انصاف اور بردباری نے لوگوں کے دلوں کو بدل دیا آپ کے اخلاق ہی وہ عملی دعوت دی جن کی بنا پر لوگ از خود اسلام کی طرف کھینچے چلے آئے آپ نے معاشرے میں عدل، اخوت اور خیر خواہی کی بنیاد رکھی جس سے اسلامی معاشرہ مضبوط ہوا اور دین کی جڑیں گہری ہو گئی۔ صحابہ کرام نے بھی آپ کے اخلاق سے تربیت پا کر دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلایا یوں آپکے کردار نے اسلام کو وہ مضبوطی عطا کی جس کی وجہ سے یہ دین آج تک قائم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ و سلم اور معاشرتی بھلائی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی معاشرتی بھلائی، انسانی خدمت، عدل وانصاف اور باہمی محبت واحترام کا کامل نمونہ ہے آپ نے عرب کے بے رحم اور متعصب معاشرے کو وہ اصول دیے جس سے وہ معاشرہ عدل، رحمت، تعاون اور بھائی چارے پر قائم مثالی اور مضبوط سماج میں بدلا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات، کمزوروں کی مدد، عورتوں کے حقوق، عدل و انصاف، باہمی تعاون اور اعلی اخلاق کو معاشرتی نظام کی بنیاد بنایا جس سے نہ صرف انسانوں کے درمیان اعتماد اور امن پیدا ہوا بلکہ اسلام کی حقیقی روح عملی شکل میں لوگوں کے سامنے آئی۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی معاشرت کو دنیا کے لیے نمونہ بنانا تھا اس لیے ان کی معاشرت کو بہتر سے بہترین بنایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت ہی تھی کہ جو لوگ معاشرتی بدحالی کا شکار تھے وہی لوگ معاشرتی زندگی کے لیے کسوٹی اور پیمانہ بن گئے۔ وہی معاشرہ نبوی اصلاحات کی بدولت دنیا کا بہترین اور آئیڈیل معاشرہ کہلایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں سے ایک دوسرے کی نفرت کو نکال کر ایک دوسرے کے لیے محبت بھر دی بلکہ اس سے بھی آگے ایک دوسرے کے لیے ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کر دیا کہ اپنی ذات اور ضروریات پر دوسرے مسلمان کی ضروریات مقدم لگنے لگیں، اپنی جان سے زیادہ دوسرے مسلمان کی جان عزیز ہونے لگی اور خون کے پیاسے محبت کے خوگر بن گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی معاشرت کو ایسا سنوارا کہ وہ چرواہے جنہیں تہذیب وتمدن کا سرے سے پتہ ہی نہیں تھا، دنیا نے انہی کے تمدن سے اپنے معاشروں کے خطوط استوار کیے، انہیں چراغوں سے روشنی لے کر اپنے عہدوں کو روشن کیا، انہی کے قدموں سے علم کے وہ سوتے پھوٹے کہ آج تک معاشرت اور عمرانیات کے علوم ان کے در کے محتاج ہیں۔"19

دین کے استحکام میں نوجوانوں کا کردار:

نوجوان کسی بھی معاشرے کی اصل قوت اور مستقبل کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں اسی لیے دین اسلام میں بھی نوجوانوں کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے دین کی مضبوطی اور پیغام کی بقا میں نوجوان نسل ہمیشہ سب سے آگے رہی ہے۔ نوجوانوں کے اندر موجود حوصلہ، جذبہ، ذہانت اور عمل کرنے کی طاقت ایسے عوامل ہیں جو دین کو معاشرے میں راسخ کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جب نوجوان علم دین حاصل کرتے ہیں سچائی، امانت داری اور خدمت خلق جیسے اوصاف اپناتے ہیں اور اپنے کردار سے اسلام کا روشن چہرہ پیش کرتے ہیں تو معاشرہ صرف بہتر نہیں بنتا بلکہ دین کی عمارت بھی مضبوط ہوتی ہے آج کے دور میں نوجوان جدید علم، ٹیکنالوجی، سماجی روابط، مثبت سوچ اور عملی جدوجہد کے ذریعے دین کے پیغام کو موثر انداز میں پھیلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دین کے استحکام کے لیے نوجوانوں کی فکری، اخلاقی اور عملی مضبوطی نہایت ضروری ہے۔

علم اور تبلیغ کے زریعے دین کا استحکام:

"اسلام دین فطرت ہے جو اپنے واضح احکام و فرامین کی کشش کے باعث قلب انسانی میں گھر کرتا ہے اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو انسان کو کائنات کے سربستہ اسرار معلوم کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ اس کے ماننے والے محض نام کے مسلمان نہ کہلائیں بلکہ وہ اپنے قلب و ذہن کی پوری آمادگی کے ساتھ اللہ تعالی کی وحدانیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اسلام کے جملہ احکام پر ایمان لانے والے ہو۔ اس کا بنیادی مقصد حقیقی اور باعمل مسلمان کے نمونے تیار کرنا ہے جو دین کے استحکام اور کفار کے لیے اسلام کی دعوت کا ذریعہ ثابت ہو۔"20

لیکن دین کے استحکام کے لیے علم حاصل کرنا پہلا قدم ہے ایک نوجوان اپنے علم کے ذریعے دین کے استحکام میں نہایت موثر کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ علم ہی وہ روشنی ہے جو انسان کو حق اور باطل میں فرق کرنے کی قوت دیتی ہے۔

"علم کی اہمیت سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں زمانہ قدیم سے دور حاضر تک کا ہر متمدن و مہذب معاشرہ علم کی اہمیت سے واقف ہیں فطرت بشریٰ سے مطابقت کی بنا پر اسلام نے بھی علم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس کے ابتدائی آثار ہمیں صدر اسلام یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ملتے ہیں چنانچہ غزوہ بدر (رمضان دو ہجری) کہ قیدیوں کی رہائی فدیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی ان میں جو نادار تھے وہ بلا معاوضہ ہی چھوڑ دیے گئے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے انہیں حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیے جائیں گے چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا"21

یہ معمولی واقعہ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں تحصیل علم کس قدر ضروری تھا اسلام نے نہ صرف تحصیل علم کی حوصلہ افزائی کی ہے بلکہ علم حاصل کرنے کو ہر مسلمان کے لیے لازم قرار دیا ہے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلمٍ

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہیں۔"22

دین کا حقیقی استحکام اس وقت ممکن ہے جب اس علم کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور لوگوں کو دین کے اصل روح سے بیدار کیا جائے جس کے لیے تبلیغ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے قران وحدیث میں تبلیغ کی اہمیت کو بار بار اجاگر کیا گیا ہے قران کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

"اے رسول جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ لوگو تک پہنچادو اور اگر تم نے ایسانہ کیا تو گویا تم نے اس کا کوئی پیغام پہنچایا ہی نہیں۔"23

یہ آیت تبلیغ کی فرضیت پر زور دیتی ہے اور اس بات کو واضح کرتی ہے کہ دین کا پیغام پہنچانا رسالت کا بنیادی حصہ ہے۔

"اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو اور اگر بحث کی نوبت آئے تو ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔"24

یہ آیت تبلیغ کا طریقہ کار سکھاتی ہے جس میں حکمت، نرمی اور دلیل کے ساتھ بات کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ درج بالا آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہاں اُدع کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، مگر حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین سب اس کے مخاطب ہیں۔

ہاں حضور صلی اللہ وسلم کا حکم اولاً ہے اور دوسروں کو ثانیاً۔"25

ایک اور جگہ پر ارشاد ہے:

"اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جس کے افراد لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"26

یہ آیت امت مسلمہ میں ایک گروہ کی ذمہ داری بیان کرتی ہے جو دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیں۔

دوسری جگہ پر ارشاد ہے:

"اور اس شخص سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔"27

یہ آیت اللہ کے دین کی طرف بلانے والے (داعی) کے مرتبے اور فضیلت کو بیان کرتی ہے۔

تبلیغ دین سے متعلق احادیث:

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص تم میں سے کوئی خلاف شرع امر دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"28

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"پہنچاؤ مجھ سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔"29

اسلام میں علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس علم کو دوسروں تک پہنچانا بھی دین کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ نوجوانوں میں موجود توانائی، جذبہ اور مثبت سوچ انہیں دین کی تبلیغ کے لیے بہترین وسائل فراہم کرتی ہے وہ نہ صرف اپنے اچھے کردار اور اعمال کے ذریعے سے دوسروں کے لیے مثال قائم کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے حاصل شدہ علم کو حکمت، نرم دلی اور اخلاص کے ساتھ آگے منتقل کر کے دین کی روشنی پھیلا سکتے ہیں۔

اعلیٰ اخلاق کے زریعے دین کا استحکام:

"اخلاق خلق کی جمع ہے اس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ اصطلاح میں خلق سے مراد انسان کی ایسی کیفیت اور پختہ عادت کا نام ہے جس کی وجہ سے بغیر کسی فکر و توجہ کے نفس سے اعمال سرزد ہو۔"30

حسن اخلاق میں شامل نیک اعمال:

حقیقت میں حسن اخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں کئی نیک اعمال شامل ہیں چند اعمال یہ ہیں؛ معافی کو اختیار کرنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، جاہلوں سے اعراض کرنا، قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا، محروم کرنے والے کو عطا کرنا، ظلم کرنے والے کو معاف کر دینا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، نرم مزاجی، بربادی، غصے کے وقت خود پر قابو پالینا، عفو و درگزر سے کام لینا، مسلمان بھائی کے لیے مسکرانا، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا، لوگوں میں صلح کروانا، حقوق العباد کی ادائیگی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا، دعائے مغفرت کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا، کمزوروں کی کفالت کرنا، لاوارث بچوں کی تربیت کرنا،

چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، علماء کا ادب کرنا، مسلمانوں کو کھانا کھلانا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، حرام سے بچنا، حلال حاصل کرنا، اہل وعیال پر خرچ میں کشادگی کرنا وغیرہ وغیرہ۔"31

اخلاق ایک نوجوان کی شخصیت کا سب سے روشن پہلو ہوتا ہے علم، صلاحیت اور طاقت تب ہی فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں جب انہیں اخلاق کا سہارا ملے۔ نوجوان کا اخلاق اس کی سوچ عمل، رویے اور فیصلوں کو نہ صرف بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشرے پر مثبت اثر ڈالتا ہے۔ اگر نوجوان کے اندر سچائی، امانت داری، احترام، انسانیت، برداشت اور انصاف جیسی صفات موجود ہو تو وہ اپنے ماحول میں تبدیلی لانے کا ذریعہ بنتا ہے وہ معاشرے کو امن اور خیر کی طرف لے جاتا ہے اس کے کردار سے دین کی حقانیت اور خوبصورتی دلوں میں جگہ بناتی ہیں ایسے نوجوان معاشرے میں انتشار، نفرت اور بے راہ روی کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور دین کے مثبت پیغام کو مضبوط اور موثر انداز میں آگے بڑھاتے ہیں یوں نوجوان کے اخلاق نہ صرف اس کی اپنی کامیابی کا سبب بنتے ہیں بلکہ اسلام کی تعلیمات کو مضبوطی اور وقار کے ساتھ معاشرے میں قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

حسن اخلاق سے متعلق احادیث:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر زیادتی کرتا ہے نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ تعالی اس کی حاجت پوری فرماتا ہے جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالی قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"32

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے، اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔"33

ایک اور مقام پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن، مومن کا آئینہ ہے اور مومن، مومن کا بھائی ہے۔ وہ اس کے نقصان کو روکتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے۔"34

"سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا، میرا جانور مر گیا ہے مجھے سواری دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس سواری نہیں، تو ایک شخص بولا اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤں جو اسے سواری دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کے لیے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔"35

سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کے ذریعے دین کا استحکام:

دور حاضر میں میڈیا ایک ایسی طاقت بن چکا ہے جو لمحوں میں ذہنوں کو بدل دیتی ہے اور نسلوں کی فکری سمت متعین کرتی ہیں۔ سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نوجوانوں کی زندگی کا لازمی حصہ بن چکے ہیں مگر افسوس کہ ان ذرائع کا بڑا حصہ فحاشی، مادہ پرستی، جھوٹی خبروں اور دین سے بیزار رویوں کو فروغ دینے میں مصروف نظر آتا ہے۔ ایسے نازک اور فتنہ انگیز ماحول میں نوجوانوں کی ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ میڈیا کے اندھے سارے بننے کے بجائے باخبر، باکردار اور مقصدی کردار ادا کریں ہر خبر کو تحقیق کی کسوٹی پر رکھیں ہر رجحان کو اپنانے کے بجائے اسلامی اقدار کی روشنی میں جانچیں اور اپنی آواز کو اصلاح، حق گوئی اور خیر کے فروغ کے لیے استعمال کریں اگر نوجوان میڈیا کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ دعوت، تربیت اور شعور کی بیداری کا وسیلہ بنالیں تو یہی میڈیا دین کے استحکام کا مضبوط قلعہ بن سکتا ہے اور امت کی فکری و اخلاقی تعمیر میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتا ہے۔

"دور حاضر کو الیکٹرانک میڈیا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ کہا جاتا ہے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنا پیغام چاہے وہ جس مقصد کے لیے ہو پہنچایا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا اور ٹی وی چینلز نے تو خاص طور پر ساری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے آپ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ساری دنیا کے واقعات اور حالات سے واقف ہو سکتے ہیں بلکہ دنیا کے کسی کونے میں رونما ہونے والے حادثے کا براہ راست مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

دین کے استحکام کے لیے ان دونوں وسائل یعنی سوشل میڈیا اور ٹی وی چینلز کے استعمال کا تعلق ہے تو اس میں شک نہیں کہ دونوں ہی نہایت مفید اور کارگر ہیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کے ناطے اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے کہ دین کی دعوت ساری دنیا کے لوگوں تک پہنچائے بلکہ ہمیں خیر امت یعنی بہترین امت کا خطاب اسی بنیاد پر دیا گیا ہے کہ اللہ پر ایمان کے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو بہتر طور پر انجام دیں۔"36

"قران کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"37

ایک نوجوان اگر دین کے استحکام کے لیے دین کے پیغام کو انٹرنیٹ اور فضائی ٹی وی چینلز کے ذریعے لوگوں تک پہنچائیں تو وہ با آسانی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہو سکتے ہیں اور ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف ملکوں اور شہروں میں موجود کروڑوں لوگو کو مخاطب کر سکتے ہیں۔

"وہ نوجوان جن کے اندر اللہ نے دین کی خدمت کا جذبہ رکھا ہے اور وہ فضائی چینلوں کے قیام کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر وہ مختلف چینلز تبلیغ و دعوت اور اصلاح و تربیت کے کاموں کے لیے وقف کر دے تو دنیا کے لاکھوں انسانوں کو اپنی روحانی پیاس بجھانے کا موقع مل سکتا ہے، اور وہ اسلام کے سائے تلے آسکتے ہیں بھٹکے ہوئے مسلمان راہ ہدایت پا سکتے ہیں، علماء کے براہ راست فتووں کے پروگراموں سے دینی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں، دینی تعلیمات کی روشنی عام کی جا سکتی ہیں، نوجوانوں اور بچوں کو بدل صالح مل سکتا ہے، اسلام کے سلسلے میں لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے اور گھر گھر اسلام کے نور سے منور ہو سکتا ہے اور یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔"38

"قران کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے؛

جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے، اللہ تعالی نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔"39

تاریخ شاہد ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں مشقت برداشت کی انہیں اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوئی ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنہوں نے کفار مکہ کی اذیتوں اور تکالیف کو صبر سے برداشت کیا اور اپنے مشن پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ کفار مکہ نے انہیں ہجرت پر مجبور کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پھولوں جیسے پیارے شہر مکہ مکرمہ سے جانا پڑا یہ سب اللہ کے دین کی خاطر ہوا تو اللہ نے مدینہ میں اسلام کو قوت عطا فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہت عطا فرمائی۔

"قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جما دے گا۔"40

خلاصہ کلام:

دین کے استحکام میں نوجوانوں کا کردار محض ایک نظریاتی تصور نہیں بلکہ عملی ذمہ داری ہے جس کا آغاز علم، اخلاق اور عملی کردار سے ہوتا ہے۔ نوجوان اگر قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی کو سنوار دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی اور اعلی اخلاق کو اپنا آئینہ بنائیں اور معاشرتی بھلائی کے لیے سرگرم رہیں تو وہ دین کے مضبوط ستون بن سکتے ہیں۔ علم کے ذریعے آگاھی، تبلیغ کے ذریعے پیغام رسانی اور اخلاق کے ذریعے معاشرتی اصلاح نوجوانوں کو دین کے فروغ اور تحفظ میں فعال کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آج کے دور میں میڈیا اور سوشل میڈیا بھی نوجوان کے لیے طاقتور ہتھیار ہیں جنہیں صحیح استعمال کر کے دین کی تعلیمات کو وسیع پیمانہ پر عام کیا جا سکتا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ نوجوان ہر میدان میں ذمہ دار، بااخلاق اور باعلم رہے تاکہ دین کے استحکام کا کام نہ صرف فرد کے لیے بلکہ معاشرے کے لیے بھی اثر انداز ہو اور مستقبل میں اسلامی تعلیمات کی بقا اور فروغ کو یقینی بنایا جا سکے۔

حوالہ جات:

1۔امام راغب اصفہانی،المفردات فی غریب القرآن،بیروت دارالقلم،ص179

2۔https://www.banuri.edu.pk

3۔المورود الفیاض،مادہ:شباب،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۵ء

4۔سورۃ الیونس83

5۔مولانا مودودی، تفہیم القرآن،الیونس:83،حاشیہ نمبر78

6۔امام طبری،تاریخ الطبری،ج2ص 59_70

7:سورۃ الحدید16

8۔امام ابن ہشام،السیرۃ النبویۃ،ص79

9۔امام بیہقی،دلائل النبوۃ،ج2ص66

10۔امام قسطلانی،مواہب لدنیہ،ج1ص 101

11۔امام بیہقی،شعب الایمان،ج4ص320حدیث5254

12۔امام مسلم، صحیح مسلم،ص53حدیث212_213

13۔ابوعیسیٰ محمد ترمزی، سنن ترمزی،ج3ص5،حدیث 1213

14۔سورۃ القلم4

15:امام ابوداود، سنن ابی داود، کتاب الادب،ج2ص258

16۔امام بیہقی،معرفۃ السنن والآثار،ج13ص293

17۔امام بخاری، صحیح بخاری،ج1ص156حدیث397

18۔امام تقی الدین المقریزی،امتاع الاسماع بما لنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحوال ولاموال ولحفدۃ،ج8ص388

19۔مولانا سفیان علی فاروقی،https://www.banuri.edu.pk

20۔magazine.mohaddis.comموضوع:مسلم نوجوانوں کے لئے جدید علوم کی ضرورت

21۔مولانا شبلی نعمانی،سیرت النبی،ج1ص196

22۔امام ابن ماجہ،سنن ابن ماجہ،ابواب السنۃ،باب فضل العلماءج1 ص151 حدیث224

23۔ سورۃ المائدہ67

24۔سورۃ النحل125

25۔مولانا اشرف علی تھانوی،اشرف التفاسیر ،ج2ص483

26۔سورۃ ال عمران104

27۔سورۃ فصلت33

28۔امام خطیب التبریزی،مشکوۃ شریف،ج2ص428

29۔امام بخاری، صحیح بخاری،ج4حدیث 3461

30۔thefatwa.com //:https،سوال نمبر161

31۔امام غزالی،احیاءالعلوم،ج3ص153_164

32۔امام بخاری، صحیح بخاری،کتاب المظالم،حدیث 2442

33۔امام ابوعیسیٰ ترمزی، سنن ترمزی،ابواب الرضاع،حدیث 1162

34۔ امام ابو داود، سنن ابی داود، کتاب الادب، حدیث 4918

35۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث 1893

36۔ پروفیسر ڈاکٹر سلیمان شاہ بیبرس، دعوت وارشاد، ص 151_152

37۔ سورۃ ال عمران 110

38۔ پروفیسر ڈاکٹر سلیمان شاہ بیبرس، دعوت وارشاد، ص 157

39۔ سورۃ العنکبوت 69

40۔ سورۃ الحمد 7